بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

علمائے کرام کی خدمت میں

چند ضروری معروضات

تمہید ٹنڈو الہ یار میں دارالعلوم کے جلسہ کے موقعہ پر علماء کی جو مجلس مشاورت منعقد ہوئی تھی اس میں نصاب تعلیم میں ترمیم کے لئے ایک سب کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اور یہ قرار پایا تھا کہ جن حضرات کے ذہن میں مدارس کی تنظیم نصاب میں ترمیم اور طریق تعلیم میں تبدیلی سے متعلق کچھ تجاویز ہوں وہ اُن کو مولانا خیر محمد صاحب صدر سب کمیٹی کی خدمت میں روانہ کر دیں۔

چونکہ ترمیم نصاب کے علاوہ میں ایک دارالمبلغین کا قیام بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لئے اِن مخلصانہ معروضات کو رسالہ میں شائع کر رہا ہوں۔ تاکہ پاکستان کے تمام علماء وقت کی اس اہم ضرورت کی طرف متوجہ ہو سکیں۔

حضرات علمائے کرام السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی خدمت میں جن خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں وہ ایک عرصہ سے میرے دل میں موجزن تھے۔ مگر اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی اور بے علمی کی وجہ سے ان کے اظہار کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں "چھوٹا منہ بڑی بات" والی مثل مجھ پر صادق نہ آجائے لیکن چند ماہ ہوئے مجھے ڈاکٹر کنیتھ[۱] کریگ کی تصنیف موسومہ بہ "دعوت مینارہ مسجد" (THE CALL OF THE MINARET) کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف، ہارٹ فرڈ تھیولاجیکل سیمنری (مدرسہ آلہیات) امریکہ میں عربی ادب اور اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ اُن کی تصنیف پر تو میں رسالہ کے کسی آئندہ نمبر میں تبصرہ کروں گا۔ فی الحال اپنے ایضاح مقصد کے لئے ان کی اس تصنیف سے حسب ذیل اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"اسلام کے عروج کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ خود عیسائیوں نے کلیسا کو ناکام اور غیر مؤثر بنا دیا ...... اسلام کی نشو و نما ایک ناقص عیسائیت کے ماحول میں ہوئی .... ایک عیسائی کے زاویۂ نگاہ سے یہی واقعہ عروج اسلام کا داخلی المیہ ہے۔ یعنی اس نئے دین کی ابتدا اور اشاعت جو اس مذہب کو منسوخ کرنے کے درپے تھا جسے اُس نے کبھی بھی مؤثر طریق پر (کامل طور سے) نہیں جانا تھا۔

وہ یہی وجہ ہے کہ جب مینارۂ مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو اس میں ایک عیسائی کے لئے تلافیٔ مافات کی دعوت پوشیدہ

---

[۱] ڈاکٹر صاحب موصوف ماہ دسمبر ۵۸ء میں اپنے تبلیغی دورے کے سلسلہ میں لاہور بھی آئے تھے۔ اور انہوں نے وائی، ایم سی، اے کے ہال میں چار تبلیغی لیکچر بھی دیئے تھے۔ جب وہ لیکچر دے رہے تھے تو میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ وہ دن کب آئے گا جب ہمارے علماء ملستان اور امریکہ جا کر اسلام کی تبلیغ کریں گے اور ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا جواب لکھ کر انہیں اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کریں گے؟

ہوتی ہے۔ یعنی اسلام کو اس مسیح سے روشناس کرنا جس سے وہ ہنوز نا آشنا ہے ....

"مسلمان مورخین نے زمانۂ قبل اسلام کو "ایام الجاہلیہ" سے تعبیر کیا ہے۔ وہ زمانہ تاریک اور مغموم تھا کیونکہ "آنے والے" سے ناواقف تھا۔ جہاں تک کہ ایک عیسائی کی نگاہ کام کرتی ہے، اسلام کے باطن میں ابھی تک ایک جاہلیت (ناواقفیت) موجود ہے ——— یسوع کے متعلق ایک جاہلیت .... (ص ۲۴۵، ص ۲۴۹)

"اسلام کی حالت یہ ہے کہ وہ مسیح کو نہیں پہچانتا (ص ۲۵۱)

"مسلمان، مسیح سے ناواقف ہیں (ص ۲۵۴)

"مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی اشد ضرورت کے حق میں یا اس کے جواز میں صرف وہی ایک دلیل کافی ہے جو ہمیں قرآن میں یسوع ناصری کی تصویر کے پردے میں مل سکتی ہے۔ اگر کوئی تصویر نا تمام ہو تو اُسے مکمل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کوئی تصویر خود ہی اپنی تکمیل کے راستے بند کر دے تو؟ اگر ہمیں مسیح سے محبت ہے تو ہمیں تلافیٔ مافات لازمی طور سے کرنی پڑے گی۔

"ذرا قرآنی یسوع کی تصویر کو عہد جدید کی تصویر سے ملا کر تو دیکھو! یہ مسیحی پیغمبر جس رنگ میں اسلام اسے جانتا ہے، کس قدر لاغر اور ناتواں ہے!......... قرآن نے ان لفظوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا جو صلیب پر اس کے مونہہ سے نکلے تھے! قرآن میں نہ اس کے دوبارہ جی اٹھنے کا ذکر ہے نہ گیتھ سیمنی کا..........

"کیا ہم عیسائیوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم قرآن کے مردہ یسوع کو غلط فہمی کے دام سے رہائی عطا کریں اور اس کو اس کے اقوال و افعال کی صحیح شان کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے پیش کریں؟ یہ ہے تلافیٔ مافات سے میرا مطلب (ص ۲۶۲)

"تثلیث اور یسوع سے متعلق جو غلط تصورات قرآن میں پائے جاتے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس بات کا موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ عہد جدید کی مستند مسیحیت کا علم حاصل کر سکیں!

"حقیقت یہ ہے کہ اس مسیحی کتاب کی کامل شہادت انہیں کبھی میسر نہ آ سکی!! (ص ۲۶۳)

"قرآن کے مضامین سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسیحیت سے متعلق آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم اپنی اصل کے اعتبار سے تمام تر شنیدہ تھا" (ص ۲۶۳)

مجھے اس وقت اس بات سے بحث نہیں ہے کہ مصنف مذکور نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ——— ایک غیر مسلم سے اس کے علاوہ اور توقع بھی کیا ہو سکتی ہے؟

——— میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت میں نے یہ عبارتیں پڑھیں تو میں سراپا دریائے حیرت میں ڈوب گیا کہ یہ بات (کہ اسلام اور اہل اسلام دونوں یسوع مسیح سے نا آشنا ہیں اس لیے ان کو اس ہستی سے آشنا کرنے کے لئے ہمیں کماحقہٗ جدوجہد کرنی چاہیئے) وہ شخص کہہ رہا ہے جس کی قوم نے تمام دنیائے اسلام میں (باستثنائے افغانستان و عرب) مسلمانوں کو یسوع مسیح سے روشناس کرنے کے لئے اپنے تبلیغی مرکز قائم کر رکھے ہیں اور ان پر بلا مبالغہ کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں بطور "مشتے از خروارے"، صرف چند اعداد و شمار پیش کرتا ہوں جو کرسچین ہینڈ بک آف

انڈیا بابت ۱۹۵۴ء سے ماخوذ ہیں :۔

(ا) بھارت میں اس وقت عیسائیوں کی کئی سو مختلف العقاید تبلیغی جماعتیں مختلف طریقوں سے غیر مسلموں میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اکیلے شہر دہلی میں، صرف پراٹسٹنٹ فرقہ کی ۱۲ تبلیغی جماعتیں سرگرم تبلیغ ہیں۔

(ب) ۱۹۵۴ء میں بھارت کے مختلف صوبوں میں ۵۳۴۲ عیسائی مبلغین اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف تھے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کل دنیا میں کتنے لاکھ عیسائی مبلغین تبلیغ میں مصروف ہوں گے!

(ج) بھارت میں ان تبلیغی جماعتوں کے ۴۴ ڈگری کالج موجود ہیں۔ جن میں ۱۹۵۳ء انیس ہزار غیر عیسائی طلبا زیر تعلیم تھے۔ اور ہائی اور صنعتی اسکولوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔

ٹریننگ اسکولوں اور کالجوں کی تعداد سو کے قریب تھی۔

(د) تدریب المبلغین کے لئے ۳۲ بلند پایہ تھیولاجیکل کالجیز اور سیمنریز قائم تھیں۔

(ہ) دیہات میں تبلیغ کے لئے مبلغوں کی تربیت کے لئے ستر کے قریب مدارس قائم تھے۔

(و) خاص مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے علی گڑھ میں ایک بلند پایہ تبلیغی کالج موسومہ "ہنری مارٹن اسکول آف اسلامک اسٹڈیز" قائم تھا۔

نوٹ اس اسکول میں ایسے گریجویٹ داخل کئے جاتے ہیں جو کسی عیسائی تبلیغی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہوں۔ ان کو قرآن حدیث، فقہ، علم کلام، تاریخ اسلام، تصوف اسلام اور موازنہ مذاہب عالم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ز) عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آسامی، بنگالی، انگریزی، گجراتی، گورمکھی، ہندی، کناڑی، کھاسی، لوشاہی، ملیالم مراہٹی، اوریا، پنجابی، سنتھالی، تامل، ٹیلیگو اور اُردو میں سینکڑوں مذہبی اخبار اور رسالے جاری تھے۔

نوٹ ان میں بعض زبانیں ایسی بھی ہیں جن کا نام بھی مسلمانوں نے نہیں سنا ہوگا۔ اگر مسلمان چاہتے تو اپنے عہد حکومت میں ہندوستان کی زبانوں میں تبلیغی لٹریچر شائع کر سکتے تھے مگر سلاطین آپس میں لڑتے رہے، امراء عیش کرتے رہے۔ عوام ان کی خدمت کرتے رہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

(ح) صرف اترپردیش (سابق یوپی) میں پچپن مختلف تبلیغی جماعتیں شہروں اور دیہات میں پہلو بہ پہلو سرگرم تبلیغ تھیں۔ غور فرمایا آپ نے جس قوم کی تبلیغی سرگرمیوں کا یہ عالم ہے اس قوم کا ایک فرد، اپنی تصنیف میں یہ رونا رو رہا ہے کہ افسوس ہم نے ابھی تک اسلام اور مسلمانانِ عالم کو یسوع مسیح سے آشنا یا روشناس یا متعارف کرانے کے لئے کما حقہٗ جدوجہد نہیں کی۔

یہ پڑھ کر میں سوچنے لگا کہ ہم فرزندانِ توحید نے عیسائیوں کو سرکار ابد قرار احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی آپ کے صحیح مقام اور مرتبے سے آگاہ کرنے کے لئے کیا کوشش کی ہے؟

عیسائیوں نے تو مصر، ترکی، لبنان، شام، عراق، ایران، اردن جاوا اور پاکستان میں مسلمانوں کو یسوع مسیح سے متعارف کرنے کے لئے سینکڑوں تبلیغی مشن اور ہسپتال اور مدرسے قائم کر رکھے ہیں۔ اور ان پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے انگلستان، جرمنی، فرانس، اسپین، پرتگال اور امریکہ میں عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روشناس کرنے کے